ملک کے ائمہ وخطباء کا نمائندہ ادارہ

منبر ومحراب فاؤنڈیشن

کی جانب سے خطباء وائمہ مساجد کی خدمت میں جمعہ کے موقع پر خطاب کیلئے ہر چہار شنبہ کی شام ملک کے حالات کے تناظر میں ملت کی رہنمائی ورہبری پر مبنی دینی ملی سماجی اور معلوماتی اہم ترین مضامین ارسال کئے جائیں گے۔ اِن شاء اللہ

ہفت روزہ

پیام منبر ومحراب

سلسلہ نمبر: 344

22-05-2024

9989666811

youtube.com/mmfindia

t.me/mmfi_channel

www.mmfi.info

ناشر:

مُلک کے ائمہ وخطباء کا نمائندہ ادارہ

منبر ومحراب فاؤنڈیشن انڈیا

MEMBER-O-MEHRAB FOUNDATION INDIA

16-9-408/P/45, Masjid-E-Alfalah Complex, Wahid Nagar, Old Malakpet, Hyd-36

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عصری تعلیم گاہیں اور
نئی نسل کے ایمان کا تحفظ

اَلحمدُ للهِ رَبِّ العَالَمِين وَالصَلوٰةُ والسَلامُ عَلیٰ سَیدِالاَنبِیاءِ وَالمُرسلین مُحمدٍ وَ آلہٖ وَصَحبہٖ اَجمَعِین، اَمَابَعد۔
فقد قَال اللہُ تعالیٰ فی کَلامہ المَجید، اَعوذُ باللہ مِن الشَیطٰنِ الرَجیم .بِسمِ اللہ الرَحمٰنِ الرَحیم :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ (التحریم :٦)

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ ،وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ .(أبو داود)

سامعین محترم وحاضرین کرام!

انسان پر جیسے دوسروں کے حقوق ہیں، اسی طرح اس پر خود اپنی ذات کا، اپنے بال بچوں اور اپنے عزیزوں کا بھی حق ہے؛ بلکہ یہ حق نسبتاً زیادہ اہم اور قابل توجہ ہے اور آخرت میں اس کے بارے میں جواب دہی بھی زیادہ ہے، انسان پر اس کی ذات کے اور اس کے اہل وعیال کے کیا حقوق ہیں اور اپنے زیر پرورش لوگوں کے تئیں اس پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں؟ قرآن وحدیث میں جا بجا اس کا ذکر ہے، یہ حقوق انسان کی مادی ضروریات سے متعلق بھی ہیں اور اس کی دینی اور اخروی حاجات سے متعلق بھی اور یقیناً اس کی دینی حاجات سے متعلق حقوق زیادہ اہم ہیں؛ کیوں کہ مادی ضرورتوں کا تعلق تو ایسے مستقبل سے ہے جو چند سالہ ہے اور جس کی انتہاء قبر کی منزل پر ہو جاتی ہے؛ لیکن دینی اور اُخروی ضرورتیں ایسے مستقبل سے متعلق ہیں، جن کی کوئی نہایت نہیں، اس لئے ایک صاحب ِایمان جو آخرت میں جواب دہی کا احساس رکھتا ہو اور جو اس دنیا پر یقین کرتا ہو، یقیناً اس وسیع اور نہ ختم ہونے والے مستقبل سے بے پرواہ نہیں ہوسکتا۔

قرآن مجید نے انسان کو اسی کی طرف متوجہ کرتے ہوئے متنبہ کیا ہے، کہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ :"قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَ اَھْلِیْکُمْ نَارًا" (التحریم ٦) یہ آگ سے بچانا کیونکر ہوگا؟ ایمان اور عمل صالح کے ذریعہ، ایمان کیا ہے؟ قرآن وحدیث میں جن جن باتوں کا ذکر آیا ہے، ان سب کو ماننا اور بے کم و کاست ان کا یقین کرنا، ایمان صرف کلمہ پڑھ لینے کا نام نہیں، اگر ایک شخص اپنی زبان سے توحید کا اقرار کرتا ہو اور قرآن کے کسی حکم کا انکار بھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہو؛ لیکن آپ کی کسی سنت کا مذاق اُڑانے سے بھی گریز نہ کرتا ہو، آپ کو نبی مانتا ہو؛ لیکن آپ کے بعد کسی اور نبی کے آنے کا قائل ہو، تو بظاہر وہ صاحب ایمان محسوس ہوتا ہے؛ لیکن حقیقت میں وہ کفر کی راہ پر ہے، ایمان کا مسئلہ بہت نازک ہے، بعض اوقات انسان ہنسی مذاق میں، غیظ وغضب اور ضد وعناد میں ایسی باتیں کہہ جاتا ہے جو اسے دولت ِایمان سے محروم کر دیتی ہیں اور اسے خبر تک نہیں

ہوتی، ظاہر ہے اس نادانستہ خسران ومحرومی سے بچنے کے لئے ایک ہی راہ ہے اور وہ ہے علم کے زیور سے آراستہ اوراحکام دین سے واقف ہونا، بے علمی اور نا آ گہی و جہالت و نادانی انسان کو راہِ حق سے دور لے جاتی ہے اور گمراہی کے راستہ پر ڈال دیتی ہے۔

آ گ سے بچنے کے لئے دوسری ضروری چیز عمل صالح ہے، عمل صالح کے معنی اچھے کام کے ہیں، کوئی کام اس وقت اسلام کی نگاہ میں عمل صالح بنتا ہے، جب اس میں تین باتیں پائی جائیں، اول : وہ حکم خداوندی کے مطابق ہو، دوسرے :اس عمل کو رسول اللہ ﷺ کے طریقہ پر انجام دیا جائے ،تیسرے :اس کا مقصد اللہ کی خوشنودی اور رضا کا حاصل کرنا ہو، شہرت ونا موری، عہدہ وجاہ اور دنیا طلبی مقصود نہ ہو، اگر یہ تینوں باتیں جمع ہوں تو وہ عمل صالح ہے اوران میں سے کوئی ایک بات بھی نہ پائی جائے ،تو وہ عمل صالح نہیں، ظاہر ہے کہ عمل صالح کو جاننے اوراس کو اختیار کرنے کے لئے قدم قدم پر علم کی ضرورت ہے، ایک وضو اور نماز ہی کو دیکھ لیجئے ، کہ اس سے متعلق کتنے مسائل واحکام ہیں ؟ انسان بوڑھا ہو جائے اور اپنی پوری عمر طے کر لے، پھر بھی ان مسائل کا احاطہ نہیں کر پاتا، ٹھوکریں کھاتا رہتا ہے، اہل علم سے استفسار کرنا پڑتا ہے؛ بلکہ خود اصحابِ علم بھی ایک دوسرے سے رجوع کرنے پر مجبور ہوتے ہیں، فقہ کا ایک بیکراں سمندر ہے، جوان ہی اعمال صالحہ کی تشریح وتوضیح سے عبارت ہے۔

غرض انسان کے اپنے آپ کو اور اپنے بال بچوں کو آخرت کی آگ سے بچانے اور جہنم کی بھٹی سے محفوظ رکھنے کا واحد راستہ ایمان اور عمل صالح ہے اور ایمان ہو یا عمل صالح، جب تک دین کا علم نہ ہو، احکامِ شریعت سے آ گہی نہ ہو، کتاب وسنت سے واقفیت اور دین کا فہم نہ ہو، حاصل نہیں ہو سکتا اور ایمان وعمل کا حق جہل ونا آ گہی کے ساتھ ادا نہیں کیا جا سکتا۔

موجودہ دور میں تعلیم کی اہمیت وافادیت کسی سے مخفی نہیں، تعلیم کے بغیر سماجی ترقی اور اقوام عالم پر برتری ممکن نہیں، تعلیم سے عاری اقوام ہمیشہ پچھلی صفوں میں جگہ پانے پر مجبور ہوتی ہیں، اور قیادت کی باگ ڈور ہمیشہ ایسے اقوام کے ہاتھ میں ہوتی ہے جو زیورِ تعلیم سے آراستہ ہوتی ہے، مسلمانوں پر ایک دور ایسا گزرا جب کہ دنیا کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں تھی، یہ وہ دور تھا جب تعلیم میں اُن کا طوطی بول رہا تھا، پھر بتدریج وہ منصبِ قیادت سے ہٹا دیئے گئے، قیادت سے محرومی کے جہاں اور اسباب تھے وہیں ایک بنیادی سبب تعلیمی پسماندگی بھی تھی۔

یہ غور وفکر کا مقام ہے کہ ہم دن رات جن اقوام کے ساتھ رہتے ہیں، ان کے یہاں حصولِ تعلیم کا جذبہ جتنا بے پناہ ہے، ہم ابھی اس میں بہت پیچھے ہیں، اس وقت صورتِ حال یہ ہے کہ دلت جنھیں ہندوستانی معاشرہ میں کوے اور چیل کے برابر سمجھا جاتا تھا، تعلیم کے میدان میں وہ بھی نمایاں مقام حاصل کرنے کے لئے شب وروز کوشاں ہیں، جن گھروں میں اسکول جانے کا کوئی تصور نہیں تھا، اور بچے عقل وہوش سنبھالتے ہی اپنے ہاتھوں میں کدال اور پھاوڑے لے کر محنت ومزدوری کے لئے کھیتوں اور بازاروں میں گھومتے رہتے تھے، اب ان کی پیٹھ پر کتابوں

کے بھاری بیگ ہوا کرتے ہیں اور انھوں نے اسکول کی دنیا کو اپنے آپ سے آباد کر رکھا ہے؛لیکن ہم مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ ہمارا سفر پیچھے کی طرف ہے، ہم نے ترقی کی بجائے تنزل کو اور محنت کی بجائے تن آسانی و سہل انگاری کو اپنی منزل بنالیا ہے۔

ماضی کی تاریخ سے سبق حاصل کرتے ہوئے مسلمانوں کو تعلیم پر بھرپور توجہ دینی چاہئے، ماہِ جون میں عصری تعلیمی اداروں کی کشادگی عمل میں آتی ہے، بیشتر اسکولوں میں تعلیم کا آغاز ہو چکا ہے، اپنے بچوں کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنے میں کسی بھی قسم کی کوتاہی بڑے خسارہ کی بات ہوگی، مقامی تنظیموں اور مسلم عمائدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ سلم بستیوں کے مسلمانوں میں تعلیمی بیداری کے لئے باقاعدہ مہم چلائیں، گھر گھر پہنچ کر انہیں اپنے بچوں کو اسکولوں میں داخلہ دلوانے کی ترغیب دیں جو مسلم خاندان تعلیمی اخراجات کے متحمل نہ ہوں، ان کا تعاون کیا جائے، خستہ حال مسلم بستیوں میں جگہ جگہ بیداری تعلیم کے جلسے منعقد کئے جائیں، مسلم بچوں کی بڑی تعداد ہوٹلوں میں، بیکریوں میں اور کارخانوں میں ملازم ہے ان بچوں کے والدین سے ملاقات کر کے انہیں تعلیم کی جانب راغب کرنے کی کوشش کی جائے، بہت سے طلبہ درمیان میں ترک تعلیم کر دیتے ہیں ان کی صحیح رہنمائی کی ضرورت ہے، مسلمانوں میں آئے دن تنظیموں کا قیام عمل میں آتا رہتا ہے، لیکن ایسی تنظیم کی شدید ضرورت ہے جو صرف تعلیم پر توجہ دے، اور تعلیم کے لئے باقاعدہ مہم چلائے اور ذہن سازی کرے، نیز اس تنظیم کے کارکنوں کی رسائی پسماندہ بستیوں کے ایک ایک گھر تک ہو، وہ ان تمام محلوں کا سروے کرے جو تعلیمی پسماندگی کا شکار ہیں، اس کام کے لئے جہاں جسمانی جدو جہد درکار ہے، وہیں مالیہ بھی ضروری ہے، ہمارے شہر میں صاحب ثروت مسلمانوں کی کمی نہیں، ان میں بیشتر افراد دینی اداروں اور تنظیموں کا تعاون بھی کرتے ہیں، ان سرمایہ دار مسلمانوں کو تعلیمی مہم پر خرچ کرنے کی بھی ترغیب دی جائے، تعلیم پر توجہ وقت کا اہم تقاضہ ہے، ماہِ جون میں اس کے لئے باقاعدہ مہم چلانے کی ضرورت ہے۔

اس کے ساتھ دوسرا اہم مسئلہ یہ ہے کہ ہم اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے کس قسم کے اسکولوں کا انتخاب کریں، مسلمانوں کے لئے عصری تعلیم جس قدر ضروری ہے اس سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ اس کے دین وایمان کا تحفظ کیا جائے، اگر عصری تعلیم دین وایمان کے بدلے حاصل ہو تو ایسی تعلیم سے بہتر یہ ہے کہ بچوں کو ناخواندہ رکھا جائے، ایمان واسلام ایک مسلمان کا سب سے بڑا سرمایہ ہے، مسلمان سب کچھ قربان کرسکتا ہے لیکن اس عظیم سرمایہ سے دستبردار نہیں ہوسکتا، بچوں کو عصری تعلیم سے آراستہ کرکے خواہشمند مسلمان اس پہلو کو نظرانداز کر دیتے ہیں، ان کے پیش نظر صرف معیاری تعلیم ہوتی ہے، چنانچہ اپنے بچوں کو خطیر رقم فیس ادا کرکے مشنری اسکولوں کے حوالے کرنے میں عافیت سمجھتے ہیں لیکن انہیں اس بات کا احساس نہیں ہوتا کہ ان اسکولوں میں ان کے بچوں کا دین وایمان کھرچ لیا جارہا ہے، ملک میں رائج تعلیمی نظام انگریزوں کے دور کا ہے، اگرچہ اس میں ہلکی سی تبدیلیاں لائی جاتی رہی ہیں، لیکن اصلاً ڈھانچہ انگریزوں کا بنایا ہوا ہے، یہ نظام تعلیم کچھ ایسے انداز سے مرتب کیا گیا ہے کہ اس کا

پڑھنے والا طالب علم دینی اعتبار سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا علامہ اقبالؒ نے بڑے موثر اسلوب میں اس نظام تعلیم کی زہرناکی کا نقشہ کھینچا ہے ؎

اور یہ اہلِ کلیسا کا نظامِ تعلیم
ایک سازش ہے فقط دین ومروت کے خلاف

اہل کلیسا کا تیار کردہ نظام تعلیم دین مروت کے خلاف ایک سازش ہے، اس نظام تعلیم سے بچوں کے ذہن ودماغ پر جو منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں وہ درجہ ذیل ہیں، الایہ کہ والدین دینی تربیت کا خصوصی اہتمام کریں۔

(۱) یہ نظام تعلیم اپنے طلبہ میں مال ودولت کی شدید حرص پیدا کرتا ہے، اس لئے کہ اس نظام تعلیم کا مقصد تن پروری اور تن آسانی اور عیش وعشرت کا حصول ہوتا ہے، اور یہ شروع سے اس کے پڑھنے والوں کے پیش نظر اعلیٰ ڈگری کے حصول کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ دولت کمانا ہوتا ہے، چنانچہ حصول ڈگری کے بعد دولت بٹورنے کی فکر سوار ہوجاتی ہے، ڈاکٹروں کو مریض سے ہمدردی کے بجائے پیسوں سے سروکار ہوتا ہے، اس طرح ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والا اپنے شعبہ سے زیادہ دولت حاصل کرنے کے لئے کوشاں رہتا ہے۔

(۲) اس نظام تعلیم سے بچوں سے شرم وحیاء رخصت ہوجاتی ہے، چونکہ بچے شروع سے مخلوط ماحول میں رہتے ہیں ،بچیوں سے چھیڑ چھاڑ اور اختلاط کے سبب شرم وحیاء اور عفت وپاکدامنی کے جذبات دل سے ختم ہوجاتے ہیں۔

(۳) مغربی نظام تعلیم بچوں کو تہذیب وتمدن میں انگریزوں کی نقالی کا شیدائی بنادیتا ہے، چنانچہ مسلمان بچے بھی کھانے پینے، لباس وپوشاک اور طرزِ معاشرت میں مغرب کی تقلید کو اپنے لئے باعثِ اعزاز سمجھتے ہیں بلکہ مغرب کی بداخلاقی کو روشن خیالی کا نام دیا جانے لگا ہے، کھڑے کھڑے پیشاب کرنے اور کھڑے کھڑے کھانے کو فیشن سمجھا جانے لگا ہے، اس کے برخلاف بیٹھ کر پیشاب کرنے اور دسترخوان بچھا کر کھانے کو دقیانوسیت سے تعبیر کیا جانے لگا ہے۔

(۴) مغربی نظام تعلیم کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ اس سے پڑھنے والوں کے دلوں سے ایمان واسلام کی عظمت نکل جاتی ہے، وہ مذہب کو ایک فضول مشن سمجھنے لگتے ہیں، نصاب تعلیم اور طریقۂ تربیت ہی کچھ اس انداز کا ہوتا ہے کہ آدمی کے دل سے مذہبی تدارک کی اہمیت یکسر ختم ہوجاتی ہے۔

(۵) مغربی نظام تعلیم کا ایک خطرناک اثر دین ودنیا میں تفریق کی شکل میں ظاہر ہورہا ہے، اس نظام تعلیم سے متاثر طلبہ نے دین کو آدمی کا پرائیوٹ مسئلہ قرار دیا جس کا دنیاوی معاملات سے کوئی تعلق نہیں، جس طرح عیسائیت کے پیروکاروں نے دین ودنیا کو دو الگ الگ خانوں میں بانٹ دیا، اسی طرح جدید تعلیم یافتہ طبقہ بھی دنیاوی معاملات میں مذہب کو دخیل کرنے سے گریز کررہا ہے۔

(۶) اس نظامِ تعلیم کا سب سے خطرناک اثر مسلم بچوں پر یہ مرتب ہو رہا ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات واقدار کے تعلق سے شکوک وشبہات اور بے اعتمادی کا شکار ہو رہے ہیں، بہت سے نوجوان تو برملا کہہ رہے ہیں کہ انہیں اسلام کا فلاں قانون منظور نہیں، عیسائیوں کے تحت چلنے والے مشنری اسکول خالص تبشیری مقاصد کے تحت چلائے جاتے ہیں، ان اسکولوں کا مقصد پڑھنے والے طلبہ کو اسلام سے بدظن کر کے انہیں عیسائیت سے قریب کرنا ہوتا ہے، مشنری اسکولوں میں تعلیم پانے والے مسلم بچے اسلام کے بارے میں کس طرح شکوک وشبہات میں مبتلا ہوتے ہیں، اُس کا اندازہ درج ذیل واقعات سے لگایا جا سکتا ہے۔

(۱) ایک مسلمان طالب علم سے جس کی ابتدائی تعلیم کانوینٹ میں ہوتی تھی، سرکاری نوکری کے لئے انٹرویو کے درمیان ممتحن نے سوال کیا کہ اسلام میں مرد کو طلاق کا حق حاصل ہے لیکن عورت اس حق سے محروم ہے، اسی طرح مرد کو ایک ساتھ چار بیویاں رکھنے کی اسلام اجازت دیتا ہے جبکہ عورت کے لئے اس طرح کی کوئی گنجائش نہیں، اس سلسلہ میں بحیثیت مسلمان آپ کا کیا خیال ہے؟ تو وہ مسلم نوجوان بجائے اس کے کہ وہ ان اعتراضات کا جواب دیتا، یوں کہنے لگا کہ مجھے خود ان اسلامی قوانین پر اعتراض ہے، عورتوں کے سلسلے میں اسلام کی یہ ناانصافی خود میری سمجھ سے بھی باہر ہے، میرے خیال میں اسلامی قوانین میں تبدیلی کر کے عورت کو بھی مرد کی طرح بیک وقت چار شادیاں کرنے کی اجازت دینی چاہئے تاکہ دونوں کے درمیان مساوات قائم رہے۔

(۲) ایک مسلم طالب علم نے جب مشنری اسکول میں اپنے استاد سے یہ سنا کہ روزہ انسان کے لئے غیر فطری اور غیر ضروری عمل ہے، طبی نقطۂ نظر سے چار پانچ گھنٹے تک مسلسل کچھ نہ کھانے پینے سے ایسی کمزوری پیدا ہوتی ہے جس کا اثر بڑھاپے میں ہوتا ہے، جب یہ طالب علم اپنے گھر آیا تو اپنے ناخواندہ لیکن دیندار والد سے جنہوں نے اعلی معیاری تعلیم کے شوق میں اپنے اس لختِ جگر کو کانوینٹ میں داخل کروایا تھا پوچھا کہ کیا روزہ سے واقعی جسم میں کمزوری ہوتی ہے؟ اور کیا یہ غیر ضروری عمل ہے؟ بیچارہ والد اس کے علاوہ کچھ جواب نہیں دے سکا کہ یہ ہمارے خدا کا حکم ہے، لیکن لڑکا روزہ کے فوائد عقلی طور پر ثابت کرنے پر اصرار کر رہا تھا اور کہنے لگا کہ کل سے میں بھی بلاوجہ اپنے کو روزہ رکھ کر نہ تھکاؤں گا جب تک آپ مجھے یہ نہ سمجھا دیں کہ اس سے کوئی فائدہ بھی ہے، اسی دوران تین دن میں اُس کا انتقال ہو گیا۔

بنگلور کے ایک معروف عالم دین نے ایک ایسی خاتون کا واقعہ جس سے ان کے خاندانی مراسم ہیں نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ میرے گھر اپنے بچوں کو قرآن پاک اور دینیات کی تعلیم کے لئے لایا کرتی تھی، ایک دن وہ روتے ہوئے آئی، جب رونے کی وجہ پوچھی گئی تو بتایا کہ ابھی گزرتے ہوئے راستے میں اچانک میرے دونوں بچے نظر نہ آئے تو میں ادھر اُدھر نظریں دوڑاتی رہی، اچانک میری نظر راستے میں بنے ہوئے مریم یا عیسیٰؑ کے ایک مجسمہ پر پڑی تو وہاں میرے دونوں بچے مجسمے کے سامنے گھٹنے ٹیک کر ہاتھ جوڑے ہوئے ہیں، یہ دیکھ کر وہاں گئی

اوراُن کو مار کر لے آئی ،اس پر بچے کہتے ہیں،ہم نے کیا برا کیا،یہ کام تو ہم اسکولوں میں روزانہ کرتے ہیں۔

ان حالات کی روشنی میں مسلمان والدین کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے ایسے اسکولوں کا انتخاب کریں جہاں عصری تعلیم کے ساتھ دینیات بھی پڑھائے جاتے ہوں،مشنری اسکولوں سے بالکل احتراز کریں،شہر میں مسلم انتظامیہ کے تحت چلنے والے اسکولوں کی کمی نہیں ہے،لیکن مسلم انتظامیہ کے تحت چلنے والے اسکولوں میں بھی ایسے اسکولوں کا انتخاب کریں، جہاں اسلامی تربیت اور دینی مضامین پڑھائے جاتے ہوں،اکثر مسلمانوں کو مسلم مینجمنٹ کے تحت چلنے والے اسکولوں کے بارے میں تعلیمی معیاری کی کمی کی شکایت رہتی ہے،کسی حدتک یہ شکایت درست معلوم ہوتی ہے،لیکن اس کا حل یوں نکالا جاسکتا ہے کہ صاحب ثروت مسلمان آگے آئیں اور خدمت دین کے جذبے کے تحت معیاری اسکول قائم کریں،تاکہ مسلمان معیاری تعلیم کے لئے مشنری اسکولوں کا رخ نہ کرسکیں، یہ وقت کا اہم تقاضہ ہے۔

موضوع سے متعلق بعض آیات وروایات

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ. (سورۃ التحریم:٦)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔ اُس پر سخت کڑے مزاج کے فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کے کسی حکم میں اُس کی نافرمانی نہیں کرتے، اور وہی کرتے ہیں جس کا اُنہیں حکم دیا جاتا ہے۔

أَمْ كُنتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِن بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ إِلَٰهَكَ وَإِلَٰهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلَٰهًا وَاحِدًا وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ. (سورۃ البقرۃ:۱۳۳)

کیا تم اس وقت خود موجود تھے جب یعقوب کی موت کا وقت آیا تھا، جب انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا تھا کہ تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟ ان سب نے کہا کہ ہم اسی ایک خدا کی عبادت کریں گے جو آپ کا معبود ہے اور آپ کے باپ دادوں ابراہیم، اسماعیل اور اسحاق کا معبود ہے، اور ہم صرف اسی کے فرماں بردار ہیں۔

وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ. (سورۃ لقمان:١٣)

ترجمہ: اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا کہ بیٹا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، بے شک شرک کرنا بڑا بھاری ظلم ہے۔

عَن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما قَالَ رَسول اللہ ﷺ: مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ. (أبو داود)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اپنی اولاد کو نماز کا حکم کرو جب کہ وہ سات سال کے ہوں اور ان کو نماز (نہ پڑھنے) پر مارو جب کہ وہ دس سال کے ہوں اور ان کے بستر بھی جدا جدا کر دو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ، وَيُنَصِّرَانِهِ كَمَا تُنْتِجُونَ الْبَهِيمَةَ، هَلْ تَجِدُونَ فِيهَا مِنْ جَدْعَاءَ؟ حَتَّى تَكُونُوا أَنْتُمْ تَجْدَعُونَهَا. (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بچہ ایسا نہیں ہے جو فطرت پر نہ پیدا ہوتا ہو۔ لیکن اس کے والدین اسے یہودی یا نصرانی بنا دیتے ہیں جیسا کہ تمہارے جانوروں

کے بچے پیدا ہوتے ہیں۔ کیا ان میں کوئی کان کٹا پیدا ہوتا ہے؟ وہ تو تم ہی اس کا کان کاٹ دیتے ہو۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَأَنْ يُّؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَه خَيْرٌ لَّه مِنْ اَنْ يَّتَصَدَّقَ بِصَاعٍ ۔ (مشکوۃ المصابیح)

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور فخر عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انسان اپنے بچہ کو ادب سکھائے تو بلاشبہ یہ اس سے بہتر ہے کہ ایک صاع غلہ وغیرہ صدقہ کرے۔

عربی خطبہ

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَنْ يُّطِعِ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ، وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَاِنَّهٗ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ وَلَا يَضُرُّ اللهَ شَيْئًا.

أما بعد: فيا أيها المسلمون، إن نِعَمَ الله علينا كثيرةٌ متتابعة بتتابُع الليل والنهار، قَالَ تَعَالٰى: وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوهَا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ (إبراهيم ٣٤) ومن هذه النِّعَم العظيمة نِعْمةُ الاولاد، فيا أيها الناس: اتقوا الله -تعالى-، واشكروا نعمة الله عليكم بهؤلاء الأولاد الذين جعلهم الله فتنة لكم، فإما قرة عين فى الدنيا والآخرة، وإما حسرة وندم ونكاد.

ألا وإن من شكر نعمة الله عليكم فيهم: أن تقوموا بما أوجب الله عليكم من رعايتهم، وتأديبهم بأحسن الأخلاق والأعمال، قال الله تعالى: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ) (التحريم:٦)

قال رسولُ الله -صلى الله عليه وسلم-: كفى بِالْمَرْءِ إِثْماً أَنْ يُضَيِّعَ مَن يَعول.

وسألَ معاويةُ بنُ أبي سفيان رضى الله عنهما، الأحْنَفَ بنَ قَيسٍ عن الوَلَدِ: فقال: يا أميرَ المؤمنين: أولادُنا ثمارُ قلوبِنا، وعِمادُ ظُهورنا، نحن لهم أرضٌ ذَليلةٌ، وسماءٌ ظليلةٌ، فإنْ طلبوا فأعطِهم، وإن غضِبوا فأرضِهم، يمنحوك وُدَّهم، ويحبُّوك جُهدهم، ولا تكن عليهم ثِقلاً فيتمنوا موتك، ويكرهوا قُربك، ويملُّوا حياتك، فقال معاوية: لله أنتَ! لقد دخلت عليَّ وإني لمملوءٌ غيظاً على يزيد، ولقد أصلحتَ من قلبي له ما كان فسد.

أَقُولُ قَولِي هَذَا وأَسْتَغْفِرُ اللهَ العَظِيمَ لِي ولَكُمْ ولسَائِرِ المُسلِمِينَ من كُلِ ذَنب فاسْتَغْفِرُوهُ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ.